

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

(یعنی اسرائیل ۸۱)

(حق آیا اور باطل بھاگا اور باطل بھاگنے ہی کی چیز ہے)

[www.sirat-e-mustaqeem.net](http://www.sirat-e-mustaqeem.net)

# منظرہ ڈوچہ

عبدالرحیم پٹھمی اور پیر غلام مجدد شکار پوری کے درمیان

۱۹۴۳ء میں مقام ڈوچہ (تھریپارکر) سندھ میں ہونے والے

منظرہ کی روداد۔

اُردو ترجمہ: عبد الحفیظ سمرو

شائع کردہ: فضل احمد، دفتر توحید

توحید روڈ۔ کیمارڈی۔ کراچی

يُرِيدُونَ أَن يُقْبَلُ لَهُمْ فِدَاؤُهُمْ وَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ لَعْنَةً وَأَن يَكُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ (سورة توبہ - آیت ۳۲)  
ترجمہ: ان کا ارادہ ہے کہ اللہ کے درگزر کو بچھا دیں اپنے منہ سے، پر اللہ اپنے نوکر کو پراسکیے بغیر نہیں رہے گا چاہے منکر نہ کرنا میں ملے۔

اس تمہید پر مندرجہ ذیل واقعہ گواہ ہے۔ جیسا کہ ضلع تھریاں کے قلعہ منجھی کے ایک گاؤں دوتھ میں ایک مولوی صاحب علی محمد جو بچہ دینے میں دس بارہ سال سے شرک اور بدعت کا درگزر کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ لوگوں سے کہتے آ رہے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کریں۔ قرآن پاک کو اپنے دین کی بنیاد بنائیں اور مولوی اور پیروں کی ملفوظات اور ان کی نام نہاد فقہ و تفرک کو ترک کر دیں کیونکہ اسی نے آپ کو دنیا میں ذلیل و خوار کیا ہے۔ اسی وجہ سے آپ دنیا میں اپنی طاقت، حکومت، اسلامی عصب اور (۲) دینی فیصلہ کی قوت کھو چکے ہیں، جس نے آپ کو تفرقوں کا غلام بنا دیا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ہے کہ: **إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ مَا يُقَدَّرُ وَحَتَّى يُقَدَّرَ مَا لَا يَغْفِرُ** (آیت ۱۱، سورة البرعد) یعنی اللہ تعالیٰ کسی قسم کی اس وقت تک حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہیں بدلتی۔ سو اس لئے اگر تم قرآن مجید کے عامل بنو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری عزت اور وقار قائم رکھے گا بصورت دیگر تم ہمیشہ ذلیل و خوار رہو گے۔ اس تبلیغ کی وجہ سے مخالفین جو اتحاد و جاسایان شرک اور بدعت پر یکتا ہو گئے، انہوں نے

علیہ بناظرین کو اہر اس آیت کی آگے اور پیچھے والی آیتیں بھی اجمار و مہمان کے ہائے میں ہیں۔ اس طرح بیرون مولویوں کی اکثریت بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی بڑی مہارت اور جلال سے اپنی تعانیہ اور متناہوں میں قرآنی آیات کے مفہد میں رد و بدل اور تحریف کر کے خلق خدا کو دھوکے سے دیتے ہیں اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ قرآن پاک کے اصل معنی کی بجائے معنی بنا کر قرآن کی روشنی کو بھجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ تحقیق اس آیت میں لفظ یسیر لفظوں کا تفسیر بھی اجمار و مہمان (پیر اور مولوی) ہی ہیں۔ جس کو ہر ذی شعور انسان سمجھ سکتا ہے۔ (عبدالعزیز عرب)

مولوی صاحب کو مخالفت بند کرنے کے لئے کہا اور اگر تم مخالفت بند نہیں کرتے تو تمہارے علماء کو بلاد اور ہم اپنے مولویوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آپس میں مناظرہ کریں، جس سے حق اور باطل ظاہر ہو جائے۔ مولوی صاحب نے یہ دعوت قبول کر لی اور مندرجہ ذیل علماء کو دعوت دی۔ (۱) مولوی عبدالرشیم صاحب کچھی کو، (۲) مولوی محمد عجز صاحب جو بچہ دینے میں (۳) عبد العزیز صاحب عرب۔ مخالفین نے اپنے جن مولویوں کو بلایا وہ تھے: (۱) عبد السلام محمد دشکار پوری (۲) مولوی ملاک تیار والے (۳) مولوی ذہیر اسٹیٹ والے (۴) مولوی عبد الغفور کسری والے اور منجھی، چھا چھتر سے کے دیگر مولوی۔

اسن و دانان قائم رکھنے کے لئے جناب ڈی ایف منتر صاحب ضلع تھریاں کے ضلع پولیس اور در سے کی معز دین میں جن شریک ہوئے۔ مثلاً ابراہیم یحسان ریس، سید غلام شاہ تھار سے والے اور ہزار با مسلمان بھی شریک ہوئے۔

بالآخر مذکورہ مناظرہ تاریخ ۱۳ - ۱۵ - ۱۶ دسمبر سال ۱۹۳۳ء میں منعقد ہوا۔ جلسے کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہر طرف مذمت نے اہل توحید کو ایک خط لکھا کہ مندرجہ ذیل چار مضامین پر بحث کریں گے (۲) (۱) حیات النبی (۲) تقلید (۳) استغاثت، (۴) مردوں سے مدد مانگنا (۵) دہائی ناری ہیں۔ خط کے جواب میں عبدالعزیز صاحب نے لکھا کہ (۱) حیات النبی قرآن سے ثابت نہیں ہے اور یہ جملہ آپ کا بنایا ہوا ہے۔ قرآن میں ہے کہ **وَوَعَدْنَا عَلَى النَّبِيِّ لَوْلَا يَأْتِيَنَّكَ** (ترجمہ: اسی بھر وہ رکھ جو ہمیشہ زندہ ہے اور مرے والا نہیں۔) الفرائد آیت ۵۸

(۲) تقلید میں آپ کی بات ہوئے ہیں، جس کے لئے آپ کے پاس قرآنی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی حد۔ **إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ مِّنْ مَّتَابُهَا أَسْمَاءُ وَابْنُ آدَمَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ** **إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَىٰ الْأَفْهَامُ** (سورة النجمہ - آیت ۲۳)

ترجمہ: یہ نام قرآن اور تمہارے باپ دادا نے رکھے ہیں، جس کے لئے اللہ سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا ہے۔ مگر گمان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی خواہش پر چلتے ہیں۔ گویا قرآن امت محمدیہ کی ایک ہیئت کو فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے اور ہر ایک فرقے نے اپنے کتاب اور اپنے امام اور صلا و سلام کو دوسرے فرقے سے جدا کر رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: **وَلَقَدْ جَاءَهُمْ هُدًى مِّنْ رَبِّهِمْ الْهُدًى** (ترجمہ: ان کو اپنے رب کی طرف ہدایت آچکی ہے) تو پھر اپنی بنائی ہوئی کتابوں اور اپنے بنائے ہوئے مسائل کی کیا ضرورت ہے؟

(۳) مردوں سے مدد مانگنا بیگانہ، یہ خواص شریک کا طریقہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْ أَتَىٰ**

ہیں۔ خُردے ہیں نہ کہ زندہ۔ اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ (۴)

پیر غلام محمد نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمہاری تحریک مناظرہ تو ہمیں کر کے البتہ تیرے بعض  
جسبہ کل کریں گے جو کہ تین سال پر ہوگا۔ (آیت النبی، ۲۱) اساتذت (۳) سماع الموعیٰ انمول کا  
مناظرہ۔ اس پر عرب صاحب نے جواب بھیجا کہ آپ کہتے ہیں کہ کل ہوں جسبہ۔ یعنی تمہاری ہندسے  
مناظرہ دینے کو مصرع ترک ہے۔ انا اللہ کا فرمان ہے کہ: اَسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا  
یعنی ارٹھے مدد مانگو۔ (الاعراف، ۱۷۸) خود بھی کہ معلوم کا فرمان ہے کہ: اِذَا سَأَلْتُمْ  
عَنْ شَيْءٍ فَقُلُوْا قَوْلًا مِّثْلَ هٰذَا ۖ قُلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ اِنَّ هٰذَا مِنْ اَمْرِ الْمُرْسَلِ ۚ  
قُلُوْا سَمِعْنَا بِاللهِ ۖ جہتم مدد مانگا ہوا اللہ سے مانگو۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے  
مدد مانگو۔ آخر کلام کے وقت دونوں پارٹیوں نے ملکر صاحب کے پاس نہیں۔

ڈیجی صاحب کے پیر صاحب کو کافی بھجھا کر تحریری مناظرہ بہتر ہے لیکن پیر صاحب اس سے منہ نہ ہونے کے باوجود صاحب نے غصہ میں کہہ کر پیر صاحب سے حق کے طالب ہیں تو پھر قرآن کے فیصلے سے کیوں بھاگتے ہیں۔ خود، خود اور لغو سے اٹھ کر اللہ تعالیٰ نے منہ فرمایا ہے۔ مولوی علی صاحب نے دیکھا کہ پیر صاحب اور ان کے ساتھی تحریری مناظرہ سے بھاگتے ہیں تو سمجھ کر تقریری مناظرہ قبول کیا۔ لیکن مسائل نظر نہ ہونے اور ہر ایک مسئلہ کے لئے دو، دو گھنٹے کچھ گئے تو ڈیجی صاحب نے منظرہ کئے۔ وہاں تک ہیں: (۱) اجیت النبی (۲) مردوں سے مدد مانگنا (۳) مردوں کا سننا

عَلَامَةُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُحَمَّدٌ وَآلُ مُحَمَّدٍ وَوَلَدُ مُحَمَّدٍ

صاحبان! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی حیات دنیا میں ثابت ہے۔ رسول اللہ

(۱) تم وصال کا روزہ نہ رکھو کیونکہ مجھے رزق اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور تم کو ویسا کھانا یا رزق نہیں دیتا۔  
 می، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵،

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ سب سے اونچا ہے۔

(۳) انا سید ولد آدم ولا فخر: جیسے اللہ تعالیٰ دوسروں میں لا شریک لہ ہے ویسے ہی

نبی کریمؐ دوسرے انبیاء میں لاشریک ہیں۔ ۴۷

(۴) حضور اگر پورا مہینہ نیند میں ہوں تب بھی آپ کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ ۵

(۵) کیونکہ آپ کی نیند دوسروں کی نیند کی طرح نہیں۔ ۷۔

(۶) آپ کا فرمان ہے کہ دو ملائکہ نے میرا وزن کیا، دس آدمیوں سے تب بھی میرا وزن زیادہ رہا۔

پھر ملائکہ (فرشتوں) نے کہا کہ اگر آپ کو زمین و آسمان سے وزن فرمے پھر ہی آپ کا وزن زیادہ ہوگا۔  
 يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ قُمْ فَأَنذِرْ ۚ سَاءَ الْيَوْمُ أَقَامَ سِجْرًا ۖ لِلَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ كَفَرْنَا بِهِ عَدُوٌّ مُّسْتَقِرٌّ ۖ فَذَسِّرَ اللَّهُ لِيَأْتِيَهُمْ عَذَابُهُمْ فِي يَوْمٍ فَاجٍ ۚ

فَرَأَىٰ فِي الْكِتَابِ الْبَرَّ وَكَلَّمَ اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَرَفَعُوهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ  
 آمَنَاتٌ كُنَّا إِحْسَاءً وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (سورة بقرہ آیت ۱۲۴) ترجمہ: جو اشد کی راہ میں

قتل کرنے گئے ہیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔ دوسری آیت ہے کہ: وَلَا تَحْبِقُوا

الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَوُّونَ (آل عمران آیت ۱۶۹)

اس سے معلوم ہوا کہ شہیدوں کو رزق بھی ملتا ہے۔ اور رزق بدن کو ملتا ہے نہ کہ روح ④

۱۔ اس حدیث میں حیات کی کوئی بات نہیں۔ اس لئے آپ کی بات اس موضوع سے باہر ہے۔

۲۷: اس آیت میں رحمت کا ذکر ہے نہ کہ حیات کا۔

۳۷ : اس میں بھی حیات کا کوئی اشارہ نہیں۔

۴ : یہ پیر صاحب کا بالکل مجھوٹ ہے اللہ کا فرمان ہے کہ : اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

”آپ بھی دو کے رسولوں میں سے ایک ہیں۔“

۵: اس سے بھی حیات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ مینڈ لوکوتی بہن ہے اس لیے بن

نہیں آئیگی تو کو یا اس پر موت بھی آئیگی۔

ع: یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سفید جھوٹ ہے۔ اس روایت کی سند صحیح نہیں۔ ائمہ

کافر مان ہے کہ: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ - کہہ دو کہ میں بھی جیسا کہ تم

۲۔ یہ دونوں آیات ہمارے موضوع سے باہر ہیں۔ یہاں ان کا پیش کرنا پیر صاحب کی کم علمی

(۲۴ فی حاشیہ اگلے صفحہ پر)





مِنْ بَعْدُ دُنَى (سورة البقرة، آیت ۱۳۳)  
ترجمہ: کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب (علیہ السلام) پر موت حاضر ہوئی تو اپنے  
بیٹوں سے کہا کہ میری موت کے بعد تم کسی کی عبادت کرو گے؟  
(۱۰) قَالُوا قَصِيدُنَا عَلَيْكَ الْمَوْتُ مَا دَلَّكُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ  
مِنْسَاتِكُمْ ۖ فَلَمَّا كَانَتْ تَرْتَجَّتْ الْجَنَّةُ أَنْ تَوَكَّأَ يَوْمَئِذٍ الْعَنْبِيُّونَ الْعَنْبِيَّ مَا  
لِكُنُوتِهِ الْعَدَابُ الْمُهْلِكِينَ (سورة سبأ، آیت ۱۴)

ترجمہ: اور جب ہم نے شہان علیہ السلام پر موت کا فیصلہ کیا تب ان کی موت کی خبر زمین کے  
ایک کپڑے کے نیچے دی جس نے ان کے عصا کو کھایا پھر وہ جب گر پڑے تب جنوں پر یہ  
پاک کھل گئی کہ اگر ہم غیب کھتے ہوتے تو ہم اس وقت کے غلاب میں نہ رہتے۔  
امید ہے کہ اس آیت کے سننے کے بعد رکار پوری مولوی صاحب اپنے عقیدہ سے  
باز آجائیں گے کیونکہ اگر انبیاء کی وفات کے بعد زمانہ زندگی ہوئی تو وہ زمین پر کیسے گرتے اور اپنے  
آپ کو زندہ درگور کیسے کراتے۔ غور کرنا چاہیے کہ کہاں غیروں کی شان اور کہاں ایسا ڈھونگ اور  
تہمتیں۔ یہاں اگر پر صاحب یہ کہیں کو کسی لمحہ یا ساعت کو غیروں کی یہ حالت ہوتی ہے لیکن  
بعد میں روح ہمیشہ کے لئے بدل میں رہتی ہے تو ایسے عقیدہ کی تردید کے لئے فقط یہی ایک آیت

دلیل ہے:-  
(۱۱) اللَّهُ يَتَوَكَّلُ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مَوْفَاهُ وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَعَامِهَ ۖ هَاجِمٌ سِكُ  
الَّتِي قَطَعُ عَلَيْهَا الْمَوْتُ وَيُرْسِلُ الْآخِرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ  
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (سورة الزمر، آیت ۴۲)

ترجمہ: "اللہ قبض کر لیتا ہے جاہیں، جب وقت ہوا ان کے مرنے کا، لیکن جو بھی نہیں رہے  
اس کی جان (نفس)، پیند میں قبض کر لیتا ہے تو اس جان کو اپنے پاس بند رکھتا ہے جس پر  
موت کا فیصلہ کیا ہے اور دوسری (بندہ والی) جان کو ایک مقررہ مدت تک چھوڑ دیتا ہے۔  
اس میں غور کرنے والی قوم کے لئے نشانیاں ہیں" اس آیت سے معلوم ہوا کہ ①  
بندہ میں نکلی ہوئی جان فوتی ہے اور موت میں نکلی ہوئی جان بند ہے، جس کے لئے "مُتَمِّتٌ"  
کا لفظ آیت میں موجود ہے۔ یہ لفظ مضارع کا صیغہ ہے جس کی مصدر "امساك" باب  
افعال ہے۔

پیر صاحب کی تقریر: "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

الموت" جب مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہر چیز یعنی سب موت کا ذائقہ چکھیں گے تو  
پھر اللہ تعالیٰ کا بھی نفس ہے۔ نعوذ باللہ تو کیا اللہ بھی موت کا ذائقہ چکھے گا جیسا کہ قرآن  
میں ہے وَيَحْكِي زَكِيَّةُ اللَّهِ نَفْسَهُ (ال عمران، آیت ۲۸) اللہ خود اپنے نفس سے  
(۲) إِنَّكَ مِيتٌ وَآهَكَ مَيِّتُونَ (الزمر، آیت ۳۰) یہ کافر کہتے تھے، ہماری بحث نبیوں کی  
حقت کے متعلق ہے۔

(۳) وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ..... الخ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کافروں نے  
نبی کریم کی وفات کی جھوٹی خبر پھیلائی اور پیغمبر کے بلے میں نازل نہیں کی گئی ہے۔ لے  
مشکوٰۃ شریف میں سنان کی حدیث ہے کہ "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَمْزِ أَنْ تَأْكُلَ  
أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ" یعنی اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰت  
کے جسموں کو کھائے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر زمین جسم نہیں کھاتی تو یقیناً اس  
میں روح بھی موجود ہے۔ اور نبی سب زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ میں نے بیت المقدس  
میں انبیاء کی امامت کی جیسا امامت روحوں کی ہوتی ہے یا زندوں کی؟ ظاہر ہے کہ زندوں کی۔ دوسری  
حدیث میں ہے کہ "وَرَأَيْتُ مَوْحِيًا يُصَلِّي فِي الْعَقْبَرِ" میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں  
نماز پڑھتے دیکھا۔ اگر موسیٰ نماز پڑھیں گے تو یقیناً وہ ہاتھ پاؤں بلائیں گے، انھیں گے جحدہ کرینگے  
یا نہیں؟ اور یہ کام زندوں کا ہے یا مردوں کا؟

مولوی محمد علی قاری:

واہے! پیر صاحب کی قرآن دانی، نفس کے معنی وہ صرف جان سمجھتے ہیں حالانکہ نفس کے  
بہت سے معنی ہیں۔ قرآن میں نفس امارہ، نفس نوامہ اور نفس مطمئنہ بیان کئے گئے ہیں۔ آیت  
"يَحْكِي زَكِيَّةُ اللَّهِ نَفْسَهُ" سے مراد اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے نہ کہ جان۔ پیر صاحب

لہ پیر صاحب کی علمیت کا ہمیں پتہ چل گیا کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نفس کے معنی خود ذات  
ہے اس لئے آیت کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سے اللہ کافل مستثنیٰ ہے۔ جیسا کہ آیت  
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهًا ۚ هِيَ الْمَالِكَةُ یعنی جس کے معنی ہیں کہ اللہ کی ذات  
کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور فرمایا ہے، اللہ یَتَوَكَّلُ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مَوْفَاهُ یعنی اللہ نفس کو  
ذات دینا ہے موت کے وقت۔ لہٰذا یہ صاف قرآن کا رد ہے۔ آیت واضح ہے۔  
لے اگر ان میں روح موجود ہے تو لوگ ان کو دفنانا کیوں چاہتے۔

اگر کسی بھی تفسیر سے یہ ثابت کر دیں کہ نفس کے معنی جان ہے تو ہم نے مناظرہ ہارا لیکن یقین کر لینا چاہیے کہ ایسا نہیں ہے، اور یہ صاحب کہتے ہیں کہ "إِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَنْتُمْ حَيُّونَ" کا فرق ہے۔ تھے مگر ایسا بر گز نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے جو ہر جہاں، ہر جہاں اور ہنہائی کیلئے نازل ہوا ہے۔

"ثَلَاثَ أَمَّةٍ قَدْ حَلَّتْ" یہ ایک گروہ انبیاء تھا جو کر گیا کے بائے میں میر صاحب کہتے ہیں کہ یہ نبیوں کے نہیں لیکن شاید یہ صاحب نے اس آیت سے متعلق دوسری (۳۱) آیت نہیں دیکھی، اگر وہ ایک نظر اس پر ڈالتے تو یقین ہو جانا کہ یہ آیت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بائے میں ہے۔ یہ صاحب کہتے ہیں کہ نبی زندہ ہیں تو پھر ہم ان کو کیوں نہیں دیکھ سکتے۔ اگر کافر بھی نبوت نہیں دے سکا ہے۔ اگر وہ زندہ ہیں تو پھر ہم ان کو کیوں نہیں دیکھ سکتے۔ اگر کچھ لوگ پیروں کو دیکھتے ہوں تو ہمیں بھی دکھلائیں ہم ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیں گے اور ارضیں صی کر ازم حیا بھیجیں گے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ آخری بیار میں یہ الفاظ کہتے تھے "اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي الْإِذْلَى" یعنی اے اللہ! رفیق الاذل، دوسری حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور کہا: "وَأَكْزَبَ أَبَاهُ" ہائے میرے ابا کو کتنی تکلیف ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: "لَيْسَ عَلَيَّ إِلَيْكَ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ" یعنی تمہارے والد کو آج کے بعد مجھے بھی تکلیف نہ ہوگی (آج کو نیلای زندگی کا آخری دن ہے) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ہم نبی کریمؐ کو دفن کر کے آئے تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ اے اللہ! تمہارے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑنے والے کے لئے کیسے اٹھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر پیغمبروں کی جسمانی حیثیت ہوتی تو ان کو دفن نہ کیا جاتا۔ یہ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور نماز پڑھنا زندوں کا کام ہے نہ کہ مردوں کا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبر

برزخی ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی قبر کے بائے میں نبیؐ نے فرمایا کہ "الْقَبْرِ" (۳۲) روضۃ من الریاض الجنۃ (۱) و حوضۃ من حوض النہام" یعنی برزخی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گروہوں میں سے ایک گروہ۔ اس میں نبیؐ کی قبریں نہ تو کوئی باغ ہے اور نہ ہی دوزخ کا کوئی گروہ۔ یہ ایک برزخی دوسرے جہاں کا امر ہے جس کو اللہ تعالیٰ

ای جانتا ہے، جس کا ثبوت خود میر صاحب کی پیش کردہ حدیث سے ملتا ہے کہ نبی کریمؐ نے حضرت موسیٰؑ کو معراج کی رات چھٹے آسمان پر دیکھا۔ اب وہاں قبر والی زمین کہاں آئی۔ سو چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰؑ کی برزخی قبر ہے "یُصْبِحُ" کے معنی نماز نہیں بلکہ دعا ہے۔

لے یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ہے صَلَّی عَلَیْہِمْ یعنی اُدْعُ لَہُمْ (سورۃ توبہ) یعنی زکوٰۃ دینے والے کے لئے دعا کہ "اَمْحَرِجْ آيَاتَ صَدَقَاتِہِمْ اَعْلَیْہِمْ وَسَلِّمْ اَسْلَمَہُمْ" (سورۃ احزاب) آیت (۵۶) "لے ایمان والو! یہ پہلو یعنی دعا اور سلام کہو۔ انہیں لفظ صلاۃ کا معنی لغت میں معنی فرمنا ہے جیسے کہ حقیقی سب جنت میں دعا اور سلام اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوں گے اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ قبر کی دو اقسام ہیں۔ اول قسم وہ ہے جس میں بدن رہتا ہے، وہ خالی اور ٹوٹے، پھوٹے والی ہے۔ دوم: وہ قبر ہے جس میں روح ہے اور مال و جواب اسی برزخی قبر میں ہوتے ہیں، اور بہشت اور دوزخ بھی اسی برزخ میں ہیں۔ ایک آدمی اگر گمبیل گیا، دوسرا پانی میں ڈوب گیا اور تیسرے کا جسم جانور کھا گئے۔ لیکن دونوں فرشتے اُسے بھی ملامت کریں گے اور ان کو بھی عذاب ہوگا اگر وہ گنہگار ہوں گے، تو پھر یہ صاحب بتائیں کہ کیا وہ قبر میں رہے ہرگز نہیں، وہ حقیقت میں برزخی قبر ہے۔ اگر تم کو گول کے لیے سوال در جواب سے انکار کر دے تو تمہارے اور بہشتیوں کے اعتقاد میں کوئی فرق نہیں۔ تو پھر اپنے غروں کو کیوں نہیں جلاتے یا تاکر نہ تو ان سے سوال (۱۵) جواب ہو اور نہ ہی ان پر عذاب قبر ہو۔ اگر نہیں تو پھر ہمارا دعویٰ سچا ہے کہ برزخی قبر حقیقت ہے نہ کہ منی کی قبر۔

## پیر صاحبؒ کی تفسیر:

نبی کریمؐ ہر معراج کے لئے تشریف لے گئے تب حضرت آدمؑ نے آپ کو کہا "مرحبا بالابن الصالح" خوش آمدید میرے نیک بیٹے۔ نبی کا معراج سمجانی تھا اور حضرت آدمؑ کا دیکھنا بھی سمجانی جاتی تھی۔ تھا اس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے بھی کہا: "مرحبا بالابن الصالح" والہی الصالح۔ حضرت موسیٰؑ نے نبیؐ کو پوچھا کہ آپ پر کتنی غازیں فرض ہوئیں؟ جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا ۵۰ دقت فرض ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ ۵۰ دقت کا نماز آپ کی آنت سے اڑا دے گا ہوگی اس لئے آپ دوبارہ اللہ تعالیٰ سے اس میں تخفیف کے لئے کہیں۔ آنحضرتؐ نے اللہ کے حضور تخفیف کیلئے درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی درخواست منظور کرتے ہوئے ۵۰ دقت فرض کئے۔ اُس کے بعد آپؐ پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے تو انہوں نے پھر آنحضرتؐ سے مزید تخفیف کے لئے کہا۔ اس طرح حضرت موسیٰؑ نے آپ کو کاتھ مرتبہ نمازوں میں تخفیف کے لئے کہا اور آپؐ بار بار اللہ تعالیٰ سے تخفیف کے لئے کہتے رہے اور ہر بار ۵ دقت کی تخفیف ہوتی رہی حتیٰ کہ وہ ۵۰ دقت نماز فرض ہوئی۔ اس بار جب حضرت موسیٰؑ نے آپ کو تخفیف کے لئے کہا تو آپؐ نے فرمایا کہ اب تو مجھے کہتے ہوئے حیا آتی ہے۔



ایک اور حدیث میں ہے کہ میرا رب مجھے کھلا پلاتا ہے۔

حضور اکرمؐ کا گناہ روزے رکھنے تھے اور فرماتے تھے کہ تم مجھ جیسے نہیں ہو، اس لئے ایسا مت کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریمؐ کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا بلند ہے اور وہ حیات پس حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم جیسا انسان نہیں ہوں بلکہ میں ایک نور تھا اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہتا تھا۔

## مولوی محمد عرفی قنبریؒ:

میں نے اس سے پیشتر قرآن مجید کی کچھ آیات پیش کی ہیں اور دیگر احادیث بھی، اس کے علاوہ مندرجہ ذیل آیات بھی نبی کریمؐ اور دو دیگر انبیاءؑ کی وفات کا ثبوت ہیں۔

(۱۲) وَسَلَّمَ عَلَيْنَا يَوْمَ رُؤْيَا وَيَوْمَ رُؤْيَا وَيَوْمَ رُؤْيَا وَيَوْمَ رُؤْيَا حَيًّا (مریم آیہ ۱۵)  
حضرت محمدؐ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامی ہو اس دن جب وہ پیدا ہوا جس دن وفات پائے اور اس دن وہ اللہ کا نور ہو کر۔

(۱۳) وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ رُؤْيَا وَيَوْمَ رُؤْيَا وَيَوْمَ رُؤْيَا حَيًّا (مردہ آیہ ۳۳)  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر سلام ہو جس دن میں پیدا ہوا، جس دن میں وفات پاؤں اور جس دن زندہ ہو کر اللہ کا نور ہوں۔

(۱۴) قُلْ إِنْ صَلَّيْتُ وَرُؤْيَا وَرُؤْيَا وَرُؤْيَا فِي الْعَالَمِينَ (الغافر آیہ ۱۱۲)  
کہنے والے پیغمبرؐ تحقیق میری نماز، میری قربانی، میرا جہاد اور منہ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

حضرت یونسؑ اور حضرت آدمؑ کا نبی علیہ السلام سے ملنا بھی ان کی روحانی حیات میں تھا جیسے کوئی سوا ہوا آدمی خواب میں کسی مرے ہوئے کو دیکھتا ہے اور وہ اس سے گفتگو کرتا ہے۔

روحوں سے گفتگو کے متعلق ميثاق والی آیت دلیل ہے جیسا کہ سورۃ الاعراف میں ہے :-

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بُنَيِّ آدَمَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَرَأَيْنَاهُمْ إِشْرَافًا

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنَّا سَمِعْنَا بِأَمْرِ رَبِّكَ إِذْ دَعَاكَ رَبُّكَ فَاصْبِرْ (سورۃ الاعراف، آیہ ۱۷۲)

ترجمہ :- اور یاد کرو جب تمھارے رب نے آدمؑ کی اولاد کو ایک دوسرے کی بیٹیوں سے پیرا کیا اور

تمھارے صاحب نے جو قرآن رکھیں اس میں حیات کا کہیں نام و نشان بھی نہیں بلکہ وہ موضوع سے منہ را حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ان کو اپنے نفسوں پر شاہد بنایا اور ان سے پوچھا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں (سب نے کہا ہاں کیوں نہیں؟) (سورۃ الاعراف، آیہ ۱۷۲)

اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریمؐ کی انبیاء سے گفتگو روحانی تھی نہ جسمانی، باقی حضرت آدمؑ سے بارہ ہزار سال پہلے حضور اکرمؐ کی پیدائش اور کنت کنزاً مخفیاً اور خلق محمدؐ یا نور محمدؐ کی روایتیں صحیح نہیں بلکہ موضوع ہیں۔

وَلَيْسَ أَهْلُ آدَمَ (سورۃ جاثیہ آیہ ۷) اس جھوٹ کے لئے صرف یہ جواب کافی ہے جو اس آیت میں ہے "قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ" (کہہ دیجئے کہ میں تمھاری طرح کا ایک بشر ہوں) اس کے علاوہ حیات اور موت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور الفضل ان لا یجتمعان

## مسئلہ استمداد پر بحث

### مولوی کاظمی اور مولوی قنبریؒ:

أَلَا إِنَّ أَوْلَىٰ لَكَ اللَّهُ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۚ لَنَعْلَمُ الْغُمُصَاتِ فِي الْغُيُوبِ ۚ اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (سورۃ یونس، آیہ ۶۲، ۶۳، ۶۴)  
خبردار! جو اللہ کے اولیاء ہیں انھیں کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جو ایمان لائے اور پرویز گار رہے ان کے لئے دُعا اور آخرت میں خوشخبری ہے، اللہ کی باتیں ہمیں بدلتیں اور یہی بڑی گارانتی ہے۔  
دیکھیں اللہ کے پیار سے وہ ہیں جنہیں کوئی ڈر نہیں، تو پھر تم کوئی انسان سے مدد مانگی جائے۔ حدیث قدسی میں ہے:

وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالْقَوْلِ أَلَيْسَ أَحِبُّهُ ۚ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ مَعَهُ الْيَوْمَ ۚ وَبَعَثَ الَّذِي يُمْسِرُ بِهِ ۚ وَهَذَا قَوْلِي يَتَقَرَّبُ بِنَا ۚ وَرَدَّ عَلَيَّ يَتَقَرَّبُ بِنَا ۚ (درمیان الصالحین کا فتوح موعظہ)

یہی میرا بندہ ہر روز اوفل سے میری فرمت چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر میں وہ کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے، وہ ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے

ملے :- یہ بات صحیح نہیں قرآن اور بخاری سے ثابت ہے کہ یہ ملاقات آسمانوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضورؐ کے ساتھ مختلف پیغمبروں کے ساتھ کی جو آسمانوں پر بزمِ جہنم کے ساتھ تھے۔

پہلے تاسے اردو پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے دے دے چلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے بندے ایک ہو گئے بل پھر ان کے مرادیں کیوں نہ مانگی جائیں۔ حضرت عزرائیلؑ پکارا کہ: یا جبریل! یا جبریل! لے سارے جبریل میں دشمن چھپا بیٹھ ہے۔ یہ آواز کتنے ہی یلوں سے ساریہ کے سننے میں آئی اور یہ بھی مدد ہوئی۔ (۱۹)

قَالَ غَيْرُهُ يَوْمَ تَبْيَضُّ بَيَاضًا إِنَّ آتِيَكَ رِبْهٌ قَبْلَ أَنْ تَقُولَ مِنْ مَّعَامِلَةٍ ۝

وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيَّ أَمِينٌ (سورة النمل: ۳۹)

”حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بھلیں کا تخت کون لا کر دیکھا تو ایک بڑے سر جن نے کہا کہ اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں وہ لا کر دوں گا۔ بیشک میں مضبوط اور امین ہوں۔ حضرت سلیمانؑ نے جب جن سے مدد مانگی تو یلوں سے مانگنے میں کیا حرج ہے۔ حضرت علیؑ کے دور میں کسی نے شاہوں پر لعنت بھیجی آپ نے کہا ایسا مت کر کیونکہ شاہیوں میں کچھ اہل بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَنْ يَضِلْ فَلَنْ نُقَبِّلَهُ وَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ“ جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اس کے لیے دل یا مرشد نہ بکھو گے۔ (سورة کہف: ۱۷) وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ... (سورة کہف: ۴۰) (دور کو بڑے لیکن ترجمہ کیا گیا اور نہ ہی تفسیر کیونکہ وقت ختم ہو چکا تھا)

## مولوی عبد الرحیم مجھی کی تقریر:

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

الحمد لله رب العلمین۔ اے ولا الضالین۔ (۲۰)

مجھے نہایت افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اے مولوی صاحبان! اٹھ انہوں نے انبیاء و مرسلین کی تعریف تو کی مگر اللہ تعالیٰ کی جس نے بھی تعریف نہ کی جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

أَلَمْ يَأْمُرْكَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ تَعَالَىٰ كَوَحْدِهِ مِمَّا كَفَىٰ لَكَ

الاسان کو بھوک یا تکلیف پہنچتی ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ عبادتِ شریکوں کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ بندوں کے ساتھ ہے اور ان کی مدد کو ہے گا۔ جسے عزت میں بخا دے ہے کہ: ایک دوست دوسرے کی مدد کرے گا۔ ”اقتدرہ“ یعنی انت سہمی“ (تو میری روح میری

سکنا علیٰ المرسلین“ واللہ اعلم بالصواب العلمین (صفات) یعنی صلوة اور سلام انبیاء پر اور سب تعریفیں اللہ پر درود کا رکھنے کے ہیں۔ مدد مانگنا اور پکارنا (دعا کرنا) بندگی کی ایک قسم ہے اور ظاہر ہے کہ بندگی صرف اللہ کی ہوگی نہ کوئی اور کی۔ قرآن میں ہے:

إِنَّا أَنْتَ نَعْبُدُكَ وَإِنَّا لَكِ سَائِدُونَ یعنی تیری ہی عبادت کرتے ہیں یا کر ہی گے اور تجھی ہی سے

مدد مانگتے ہیں یا مانگیں گے۔ علم معانی میں ہے کہ ”تقدیم ماحقہ التاخیر فیضی لحصرہ“

یعنی جس کا حق بعد میں ہے اس کے مفول کو پہلے لانے سے حصر کا فائدہ ملے گا یعنی خاص کے معنی:

ہم قرآن سے ہر چیز ثابت کر کے دے رہے ہیں نہ صرف آیت پڑھ دیتے ہیں۔ مولوی صاحب

نے قرآن سے آیات تو پڑھیں لیکن اپنا دماغ بھی ثابت نہ کر سکے اور پڑھنے کے دوران غلطیاں

بھی کہیں جیسے جبل ساریہ ایسا نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ ”یا مساریة الجبل“ لے ساریہ

جبل کی طرف ہو۔ مدد مانگنا، دُعا والوں کا وہ سوال ہے جو اللہ تعالیٰ سے کیا جائے اور وہ اللہ

تعالیٰ کے شاہانِ شان بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال نہیں کئے جائیں گے کہ مجھے جو تے بنا کر دو۔

یا اونٹ اور گدھے پر سامان رکھ دو۔ یا کڑیاں کاٹ دو کیونکہ یہ کام تو کون اور دُعا والوں کے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے یہی مدد لی جائے گی جو اس کے شاہانِ شان ہو جیسے: اولاد، رزق،

مندرستی وغیرہ۔ ایسے کاموں میں کسی اور کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا شرک ہے اور (۲۱)

ظلم علیہ ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے جو عفریت جن سے مدد مانگی، ایسے ہے کہ جیسے کوئی آدمی گدھے

پر سامان لادے اور اس سے کام لے، یا مساریة الجبل کوئی صحیح حدیث نہیں کہ اس کا

جواب دینا ضروری ہو البتہ حدیث قدسی کا مطلب مولوی صاحب نے غلط لیا ہے صحیح

مطلب یہ ہے کہ اس شخص کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا غرض سب کچھ اللہ تعالیٰ اور شریع

کے مطابق ہو جائے ہیں نہ کہ وہ اللہ جن کا ہے۔ اب ہم قرآن سے چند آیات پیش کرتے

ہیں جس سے ثابت ہو گا کہ اللہ کے سوا کسی اور سے دعا کرنا، مدد مانگنا درحقیقت گمراہی، کفر،

اور شرک ہے:

(۱) وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَنْتَظِرُ لَهُ إِلَهٌ يُؤْتِي

الْفِتْنَةَ وَهُوَ عَنْ عَالَمِهِمْ غَفُولُونَ۔ (احقاف: ۵)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہے جو اللہ کے سوا کوئی پکارے جو قیامت تک جواب

دے سکے اور وہ اس کی بارے میں غور نہیں۔

(۲) قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا إِلَىٰ ذِي قُوَّةٍ أَشْرَكَ بِهِ أَهْلُ الْاٰلِهَةِ (سورة الجن: ۲۰)

ترجمہ: کہہ صرف اپنے رب کو پکارنا ہوں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔





لیکن اگر اس کا جواب ہے کہ میں شافی ہوں تو اس سے کہا جاتا ہے کہ پھر کوئی بات نہیں تم جس طرح نماز پڑھنا چاہو پڑھ سکتے ہو۔ یہاں یہ عملی مسئلہ دیکھ کر کام لینے پر لوگوں کو مارنے پر تیار (۱۵) ہو جاتے ہیں اور اگر امام شافعی کا نام تو اس وقت ملتا ہے۔ و حقیقت ان مولویوں کے نزدیک نبی کی عزت یہ ہے کہ ایک عالم کو آپ سے بڑا درجہ دیتے ہیں اور یہی ہے ”اَنْبَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے مصداق اور ”اَنْبَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ“ کے موافق۔

پھر صاحب سے ہم نے بھی کہا کہ اپنے دعویٰ کی ثبوت میں کوئی آیت یا صحیح حدیث بطور دلیل پیش کریں اور انہوں نے جو آیت پیش کی وہ بھی غلط مقصد کے لئے۔ آیت ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَظِيمًا يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ“ مدعی کے لئے ہیں لیکن انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ یہاں ”الْمُسْلِمُونَ“ کے معنی کیا ہیں؟ ان کا مقصد صرف خلق خدا کو دھوکہ دینا ہے۔ آیت کا ترجمہ ہے: ”عبر اور نماز کے وسیلے اللہ سے مدد چاہو“ یہ تو کوئی بےوقوف سے بےوقوف بھی نہیں کہنے کا لہذا نماز، اسے صبر میری مدد کرنا صلوٰۃ یا صبر کی کوئی ذات ہے؟ جس سے سوال کیا جائے اور وہ سالن کا سوال مجھ کی حاجت دوائی کریں۔

مسلمانو! دیکھو کیا معاف لہے۔ ہم نے کبھی واضح آیات پیش کی ہیں ”إِنِّي آتَاكَ نِعْمًا وَرِثَةً مِّنْ أَنفُسِهِمْ“ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور یہ مولوی صاحب کہاں لے جا رہے ہیں؟

الفرغ من ذکر سے دُعا مانگنا عبادت میں شریک ہے اور شریک کی برائی میں یہ آیات آئی ہیں: ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الشَّاكِرِينَ“ وہ تو بغیر مہد ہوں ”ذَلِكَ لِمَنِ يَشَاءُ“ وَمَنْ يَشَأْ يُغْنِ بِهَا اللَّهُ فَصَلِّ عَلَىٰ ذِي الْقَبُولِ“ (سورۃ النساء: آیہ ۱۱۶) (۲۰) ترجمہ:- بیشک اللہ نہیں بخشنے گا اس کو اس کا شریک ٹھہرا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دیکھا اور بس نہ اللہ کا شریک ٹھہرا یا وہ بڑی دوسری گمراہی میں بھیج کر دے گا۔ (النساء: آیت ۱۱۶)۔

(۳) دوسری آیت کے آخر میں ”فَصَلِّ عَلَىٰ أَشْمَاعِ عِظَمَائِنَا“ (سورۃ النساء: آیہ ۴۸) یعنی بڑا گناہ اور مجھوت ٹھہرا۔

(۴) ”مَنْ يَشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ حَرَمًا عَظِيمًا عَلَيْهِ الْبُخْسَةُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنَ النَّصَاحَةِ“ (سورۃ مائدہ: آیہ ۲۴)

ترجمہ:- جو اللہ کے ساتھ شریک کرے گا تو تحقیق اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔ اس کے رہنے کی جگہ آگ ہے اور شریک کو کوئی مددگار نہیں۔

(۵) ”ثُمَّ لَأَعْبُدُونَنِي مِنْ دُوْنِ اللَّهِ مَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَعْفًا وَلَا لِقَعًا“ (اللہ وہو السميع)

الغَلِيلُ“ (سورۃ مائدہ: آیہ ۲۶)

ترجمہ:- اے پیغمبر کہو کہ اے نصاریٰ کیا تم اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لئے اور تمہارا مالک نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی تمہارے والا اور جاننے والا ہے۔

## پیر صاحب کی تقریر:

(۱) ”وَإِنَّمَا دُعَاؤُا دُوْنِ اللَّهِ الْهَوَا لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ“ (یس: آیہ ۲۳)

یہ آیت بتوں کے بارے میں ہے۔

(۲) ”ثُمَّ لَأَعْبُدُونَنِي مِنْ غَيْرِ“ ”ما“ ”غیر“ کی ذی العقول کے لئے ہے جو صرف بت ہیں اور نہ پیر

پیغمبر، اولیاء، جبرائیل وغیرہ۔ یہاں جس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں ہے۔

(۳) ”مَنْ أَضَلُّ“ ”والی آیت بھی بتوں کے بارے میں ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث تری

میں ہے (جو ترجمہ کی گئی ہے) کہ میں بندوں کا مالک اور نہ بتوں کا مالک ہوں

عزیز نے جن ساری پیر مسلمانوں کو مدد دی۔ ہماری شریف میں باب استعانت بالضعفاء

ہے جس کے معنی ہیں مسکینوں سے مدد مانگنے کا باب۔ ”مدد مانگنا اور عبادت کرنا مالک

الک ہیں۔ ہم دلوں کی عبادت نہیں کرتے۔

تاریخ کی کتاب میں ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم کے روضہ مبارک پر آکر یہ آیت پڑھی:

”وَلَوْ أَنَّهُمْ رَدُّوا ظُلْمَهُمْ أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرَُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

”لَوْ كُنُوا رَادِّينَ“ ”اللہ تو انہیں رجحان دے

ترجمہ:- میں نے گناہ کرے ہیں اور اللہ سے بخشش چاہتا ہوں تو بھی اے نبی میرے لئے اللہ

سے بخشش کی دُعا کر۔ سو یہ بھی ایک مدد دہیگی۔

## مولوی عبد الرحیم کی تقریر:

لہ یہ آیات اور خطاب نبی کریم کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں نہ ان کی وفات کے

بعد قرآن میں ہے: ”إِنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُوكَ“ ”اور“ ”إِذَا جَاءُوكَ فَاسْتَعِظُوا“ ”یَسْتَعِظُوا“

”اور“ ”إِذَا جَاءُوكَ فَاسْتَعِظُوا“ ”الغرض یہ تمام آیات ان کی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔

اگر ان کا تعلق نبی کی وفات کے بعد ہوتا تو صحابہ کرامؓ، نبی کے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ

کی بیعت کیسے کرتے۔







صاحب عرب نے عام لوگوں کو سمجھانے کیلئے مندرجہ ذیل تحریر میں جواب دیا۔

## عبد العزیز بن عمر بن خطاب کا مخوڑی جواب:

پیر غلام محمد صاحب شکار پوری کا کہنا ہے کہ دُعا کے معنی عبادت نہیں لیکن مجھے تو پیر صاحب کے الفاظ پر حیرت ہوتی ہے کہ کیسے وہ حق کو باطل کے ساتھ چھپا رہے ہیں۔ ہم نے بھی یہ نہیں کہا کہ عام دُعا عبادت ہے۔ دُعا کہتے ہی معنی ہیں:

(۱) دعوتِ اسلام۔ قرآن میں ہے: **ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ** (النحل: ۱۲۵)

ترجمہ:- اسے پیغمبر لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف بلاؤ۔

حضرت فوثر نے بھی **سَلِّمْ يَزِيدُ هَذَا دُعَايَ** (نور: ۶) میں لفظ دُعا دعوتِ اسلام کے لئے لائے ہیں۔

(۲) دوسرے معنی: ایک دوست کو بلانا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: **فَدْعُ إِلَى بَنَاتِ مَثَدَ** **أَبْنَتِ سَكْرَةَ** (آل عمران: ۶۱) ترجمہ:- ہم بھی اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم بھی اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔

(۳) تیسرے معنی ہیں: مہمانی کے لئے دعوت دینا۔ قرآن میں ہے: **إِذَا دُعِيتُمْ** **فَادْخُلُوا** (احزاب: ۵۳) ترجمہ:- جب تم کو کھانے کیلئے بلایا جائے تو گھر میں داخل ہو۔

(۴) چوتھے معنی: دعوتِ نسب ہے۔ قرآن میں ہے: **ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ** (احزاب: ۵۲) لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو۔

(۵) پانچویں معنی: جنگ کی طرف بلانا۔ قرآن میں ہے: **وَالرَّسُولُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَصَا** (۵۲)

(۶) چھٹے معنی: دُعا اللہ یا دُعا الہیۃ مَوَات: یعنی اللہ کو پکارنا یا مَرُود کو پکارنا اور یہ دُعا عبادت ہے۔ اس لئے پیر صاحب سے بحث اس آخری قسم کے متعلق ہے جبکہ اول الذکر دُعاؤں میں ہماری کوئی جگہ نہیں۔ حقیقت یہ وہ دُعا عبادت ہے جو کہ نفع نقصان

کیلئے مانگی جائے، جس کے لئے قرآن میں اللہ کا فرمان ہے: **وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا يَمُوتُ الْظَالِمِينَ** (یونس: ۱۰۶)

ترجمہ:- اور اللہ کے سوا ایسے کوئی پکار جو نہ تو تجھے فائدہ پہنچائے نہ نقصان۔ اور اگر تو نے ایسا کیا تو ظالموں میں سے ہوگا۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوگا کہ اللہ کے سوا کسی اور سے دُعا مانگی جائیگی کیونکہ اسے نفع نقصان کا اختیار نہیں۔ خود ہی کریم کو اللہ نے فرمایا کہ: **قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي**

**شَيْءًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ** (اعراف: ۱۸۸)

ترجمہ:- کہہ کر میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں جو اللہ نے چاہا وہ ہوگا۔ تیسری آیت ہے:-

**وَمَنْ يَدْعُ اللَّهَ فَتَفُتْهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا** (مائدہ: ۳۱)

ترجمہ:- (اے رسول) جس کو اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو اس کو تم اللہ سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ چوتھی آیت مردوں کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ** **أَبَاقًا يَدْعُونَ** (النحل: ۲۰، ۲۱)

ترجمہ:- اور اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ مردے ہیں نہ کہ زندہ اور نہیں جانتے کہ جو کسب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت سے ثابت ہو کر اولیاء، انبیاء اور دوسرے گمراہ ہونے بزرگوں سے دُعا مانگنا اُن کو پکارنا شرک ہے کیونکہ اُن کو نفع نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں۔ اور وہ اوقات میں داخل ہیں

جیسے اللہ نے فرمایا ہے: **إِنَّكَ مَيِّتٌ وَتَعْلَمُ مَيِّتُونَ** (الزمر: ۳۰) ترجمہ:- اے نبی آپ کو بھی موت آئے گی اور ہر سب میں سے گئے۔ اور **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** (عنکبوت: ۵۴)

اس کے بعد بھی اگر کوئی اولیاء، انبیاء کو پکارے گا وہ بڑا ہی گمراہ اور کلامِ الہی کا انکار ہی ہے۔ باقی تین ساریاتِ انجیل ایک موضوعِ روایت ہے جو کسی سند سے ثابت نہیں، اس لئے بحث نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو کھٹ سے بچایا کیونکہ "سامی" کو جب کشف ہوا تو وہ گمراہ ہو گیا۔

## مسئلہ ایصالِ ثواب (عُرس اور گیارہویں):

پیر غلام محمد صاحب شکار پوری کا کہنا ہے کہ ہم کہتے ہیں یہ ثواب طے حضرت محمد کو یا ولیوں کو۔

سوائے متعلق اللہ نے قرآن میں فرمایا: **وَمَا تَشْفُقُوا أَحِبْنِ تَحِبُّوا فَاِنَّ نَفْسَكُمْ** (بقرة: ۱۷۲)

ترجمہ:- تم جو بھی خیرات کرو گے وہ تمہارے ہی لئے ہے اور اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اور فرمایا: **وَمَا تَشْفُقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَوْتِ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَحْظُونَ** (الانفال: ۵۰)

اس آیت سے ثابت ہو کر انسان جو بھی فی سبیل اللہ خیرات کرے وہ فقط اپنی جان کے لئے ہے نہ کسی اور کے لئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر دوسرے اولیاء اور انبیاء کو

خیرات کا ثواب دینے سے گناہ اگر کوئی کرے تو پھر یہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی اور کو مالک کا مال دینا تو ضرور وہ سزا پائے گا۔ انبیاء اور اولیاء کا کھانا کھانے کے بغیر کسیے ثواب پیشا جائے گا؟

کسی کو یہ کہہ کر تو گویا پاک خیرات کی ضرورت ہے؟ بالکل نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ یہی اگر تم کو خدا

اور خیرات اپنی زندگی میں بھی لینے حرام تھے تو اب رزقی زندگی میں کیسے جائز ہو گئے؟

لہذا جو کوئی بھی نبیوں، ولیوں کو خیرات دے گا، اس کا ثواب نہ تو انبیاء کو ملے گا، نہ اولیاء کو ملے گا اور نہ ہی خیرات کرنے والے کو۔ کیونکہ جو بھی اللہ کے حکم کے خلاف ایصالِ ثواب کے طور پر خیرات دے گا وہ اس آیت کے مصداق ہوگا: **وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ مَنَّ عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ** (البقرہ: ۲۳) ترجمہ: ہم ان لوگوں کے عملوں کو خفا کی طرح ادا دینگے۔

## مسئلہ شفاعت:

پیر صاحب کہنا ہے کہ تم لوگوں کو مغفرت بھی نہیں سمجھتے؟

میں کہا ہوں کہ اللہ کا قرآن میں ارشاد ہے: **وَإِذْ يَرْجُو الْغَنَاءَ** (النجم: ۵۱) ترجمہ: اس قرآن کے ذریعہ ان کو ڈراؤ جن کو عرش کا ڈر ہے، ان کے لئے وہاں کوئی ولی ہے نہ مغفرت سوائے اللہ کے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی فرشتے، جن، انسان، بت، پھر، زمین، آسمان، مروج، چاند وغیرہ سب داخل ہیں۔ پھر **يَوْمَ يُدْعَى الَّذِينَ هُمْ يُدْعَوْنَ** سے صاف ثابت مراد یقیناً کئی ہی بے اللہ انوار کو دعو کرنا ہی ہے۔ پھر قرآن مجید میں صاف تحریر ہے اور تحریف کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے: **يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحِيزُوا قُلُوبَهُمْ** (البقرہ: ۷۵) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا کلام سن کر اور کچھ کر دے اور بدل کرتے ہیں حالانکہ ان کو علم ہے کہ تحریف حرام ہے۔

انبیاء کی شفاعت صرف ان لوگوں کے لئے ہوگی جن کے لئے اللہ تعالیٰ شفاعت (۲۵) کا حکم دے گا اور جس سے باقی ہوں گے۔ پھر سچا ہوسن اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی اور شفیع مقرر نہ کرے گا جیسے اچکل کے مولویوں نے اپنے گناہوں کے لئے بالیقین انبیاء اور اولیاء کو شفیع ٹھہرایا ہے۔ بالکل دیکھ جیسے نصاریٰ نے اپنے گناہوں کے لئے اللہ کے لئے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سارے گروہوں کو تنبیہ فرمائی ہے: **لَقَدْ يَمَنَّا بِكُمْ وَكَلَّامَاتِي أَهْلِي الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءً يُجْزَ بِهِ وَ لَا يُجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَ لَا يُصَلِّئُوا** (النساء: ۱۲۳)

ترجمہ: اے انبیاء تم مسلمانوں کی آرزوؤں پر منحصر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو کوئی بڑا کام کرے گا وہی سزا پائے گا اور اسے اللہ کے مقابل میں نہ کوئی دوست بل سب کے گناہگار، پیر صاحب کہنا ہے کہ قرآن سے نبی کا وسیلہ ثابت ہے لیکن اس کی قرآن سے کوئی

دلیل پیش نہ کی، صرف مذاکرہ کے موضوع سے فراصل حاصل کر کے سانس لینے کے مواقع تلاش کر رہے ہیں۔ درحقیقت قرآنی آیت **وَإِنَّمَا إِلَهُ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ** (المائدہ: ۳۵) سے مراد ایک اعمال ہیں یعنی تقرب حاصل کرنا نہ کوئی شخص وسیلہ کا حکم ہے۔ پیر صاحب کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ مشکل کشا تھے اور علم کے دروازے تھے، اگر حضرت علیؑ حقیقتاً مشکل کشا تھے تو ان کو اپنی کچھ عمارتیں نے مسجد میں کیسے شہید کیا؟ اور کربلا کے میدان میں انہوں نے اپنی اولاد کی مدد کیوں نہ کی۔ پھر بھی ان کو مشکل کشا (۳۰) کہنا درحقیقت پیر صاحب کی جھوٹی بات نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا صاف فیصلہ ہے کہ: **يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** (آداعاء و یکتفئ الشوء: النمل: ۶۲)

ترجمہ: ہر کون ہے جو عصبیت زدہ ہو بیکار رہے اور اس کی مشکل آسان کرے سوا اللہ کے۔ اب بتائیں جو کیا قرآنی تعلیمات کے مطابق علیؑ مشکل کشا ہو سکتے ہیں۔

## مسئلہ سماع الموتی

### پیر صاحب کی تقریر:

کل بیان کیا تھا کہ انبیاء ہنستے ہیں، سنتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ: **عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن العبد إذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه إني لهم قرع فإلهم إنا له ملكان فيقعدانه** (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب اللہ کے بندے کو قبر میں رکھا جائے اور اس کے ساتھی جاتے ہیں تو وہ ان کے جوڑوں کی چاپ سنتا ہے اس وقت دو فرشتے آتے ہیں جو اس کو پوچھتے ہیں اور سوال و جواب کرتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہو گا کہ مرنے والوں کی چاپ اور سچ سننے ہیں اور اگر عزیمت قریب جائیں تو ان کی آواز سنتا ہے۔ ایک اور حدیث میں حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص قریب ٹیک لگائے بیٹھا تھا تو آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ بول کہ تکلیف نہ دو، ہنٹ کر بیٹھو۔ حدیث کے الفاظ: **فاجلنا من قوم ذاهل هذا القبور**۔ تکلیف سننے والے کو ہوگی، پھر یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرنے والے سنتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام علي بن ابي طالب يهدى قال يا فلان بن فلان و يا فلان بن فلان هل وجدتم ما







مجی ان سے یوں دیکھتا کہ اسے دیوار السلام علیکم۔ اسے درخت السلام علیکم۔ اول تو یہ سلام  
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ نے اپنے نبی کے ذریعہ تعلیم دی ہے جسے تمام کے آخر میں السلام علیکم  
 ورحمۃ اللہ ہے حالانکہ ایک نماز کے پاس کوئی آدمی نہیں ہوتا جس کے لئے وہ خطاب کر کے السلام علیکم  
 کہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سلام سنانے کے لئے نہیں بلکہ ایک دعا و تعالیٰ اور حکم ہے جس کی (۳۲)  
 تعلیل کی جاتی ہے کہ یہ صاحب کی کچھ کے مطابق کہ اسے درخت السلام علیکم، اسے دیوار السلام علیکم  
 یہ صاحب کی علمی قابلیت نہیں بلکہ ایک مذاق ہے یہ صاحب کا کہتا ہے کہ السلام علیکم کا خطاب  
 سنانے کے لئے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شہد میں لفظ السلامہ علیکمنا وعلی عباد اللہ  
 الصالحین آیا ہے جس کے معنی ہیں: ہم پر اور دنیا کے تمام صالحین پر سلام۔ آپ  
 یہ صاحب کے کہنے کے مطابق دنیا کے تمام صالح ہند سے یہ شہد کے الفاظ سننے ہیں۔  
 مگر ہر انسان اس کا جواب دے گا کہ ہر جو نہیں۔ کیونکہ ہر جگہ سے غائبانہ آواز کا  
 سنا صرف اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے جسے اللہ تعالیٰ کا لقب ہے "صمیم بصیر"۔  
 اس کے علاوہ یہ صاحب نے چند احادیث پیش کی ہیں وہ تمام ضعیف اور باطل ہیں جنکے  
 جواب دیئے کی کوئی ضرورت نہیں۔ باقی جو صحیح احادیث تھیں ان کا میں نے جواب  
 دے دیا ہے اور وہ پہلے دیکھا ہے۔

### پیر صاحب کی تقریر:

یہ صاحب اٹھے اور آیت پڑھی: "إِنَّ اللَّهَ يُجِيبُ مَنْ يَدْعُوهُ مَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ  
 فِي السَّمَاءِ" (خاطر: ۳۲) اور ترجمہ کیا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سنانے اور تم کا زول کو نہیں سمجھا  
 سکتے۔ یہ صاحب نے یہ آیت بھی پڑھی۔  
 "أَنْتَ لَا تَسْمِعُ الْمُؤْمِنُ" اور یہ معنی بیان کئے: بیشک تم کا زول کو سمجھا نہیں سکتے۔  
 تفسیر ابن عباس، غازی، جلالین اور بیضاوی وغیرہ کے نام دیکھنا صرف تو کہہ کہ ان تفسیر میں  
 یہی معنی آئے ہیں جو میں نے آپ کو بتائے، یعنی مومن کے منہ میں دے نہیں بلکہ کافر (۳۵)  
 مراد ہیں اور قرآن کے معنی مردہ نہیں بلکہ کافر مراد ہے۔ یہ صاحب کی تقریر کا یہ خلاصہ ہے۔

### عرب صاحب کی تقریر:

عرب صاحب اٹھے اور کہا: اے اللہ ان مولویوں کو ہدایت دے کہ حق پر چل کر خلق خدا  
 کو سیدھا راستہ دکھائیں، باطل اور لغو باتوں سے دور رہیں عرب صاحب نے کلام اللہ ہاتھ میں لے

حاضرین جماعت جلسہ سے کہا کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے کلام پر یقین لاؤ۔ اور مولویوں کے  
 رد و بدل والی راہ چھوڑ دو۔ قرآن کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور مولویوں کی کتاب کو چھوڑ دو۔ یہ دونوں  
 آیات صاف صاف الفاظ میں بتا رہی ہیں کہ "أَنْتَ لَا تَسْمِعُ الْمُؤْمِنُ" یعنی آپ مُردوں کو  
 نہیں سنا سکتے۔ لیکن یہ مولوی کہہ رہے ہیں کہ تم کا زول کو سمجھا نہیں سکتے۔ اب آپ عدل و  
 انصاف سے فیصلہ کریں کہ اللہ کے کلام اور مولویوں کے بیان میں کتنا فرق ہے۔ حالانکہ میں کہت  
 ہوں کہ میں قرآن سے ثابت کر سکتا ہوں کہ کوئی اور کفار، الگ الگ آئے ہیں۔ قرآن میں ہے:  
 وَكَوْنُوا أَتْلَا نَسْرًا لِنَا لِنُفِیْهِ الْمَدِیْنَةَ وَكَسَمُوهُمُ الْمُؤْمِنُ وَحَشَرْنَا عَلَیْهِمْ  
 حَشْرًا شَدِیْدًا مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ (انعام: ۱۱۲)  
 ترجمہ:۔ اور اگر ہم ان پر نافرستہ آسمان سے آئیں اور مر دے ان سے بات کریں اور ہم چیز  
 ان کیلئے بھیج کریں تب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے، مگر جو اللہ چاہے۔  
 کیا یہاں بھی مولوی حضرت مونی سے کفار مراد لیں گے۔ اے جاہل مولوی! اللہ (۳۶)  
 کے پاک کلام اور اس کے صریح الفاظ پر ایمان لاؤ، تاویلات کو چھوڑ دو یہ تمھاری جھوٹی تاویلات  
 اللہ کے یہاں وزن نہ رکھیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمُؤْمِنُ لِنُكَلِّمَهُ  
 تَذَكُّرُونَ (اعراف: ۵۴)

ترجمہ:۔ اسی طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔  
 "إِنَّا نَخْرُجُ الْمُؤْمِنُ" ترجمہ:۔ ہم مُردوں کو حشر و رزق نہ کریں گے۔ (یونس: ۱۳)  
 فَنُزِيلًا: كَذَلِكَ يُخْرِجُ اللَّهُ الْمُؤْمِنُ (البقرة: ۴۳) اس طرح اللہ مُردوں کو زندہ نہ کرے گا۔  
 اے مولوی! تمھاری تفسیر ان بیان کی ہوئی آیات میں تو مونی سے مراد "مُردے" لیتے ہیں،  
 پھر تم کو کوئی گولی گنتی ہے جو کہ "أَنْتَ لَا تَسْمِعُ الْمُؤْمِنُ" سے مراد نکال لیتے ہو۔ "أَفَتُؤْمِنُونَ  
 بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ" (البقرة: ۸۵) یعنی قرآن کے کچھ حصے کو مانتے  
 ہو اور کچھ کا انکار کرتے ہو۔ سو ان آیات سے واضح ہوا کہ کفار اور مُردوں کے لئے احکام الگ الگ  
 ہیں۔ یہاں مونی کے متعلق عرب صاحب کا فیصلہ لیا ہوا اور قرآن کے متعلق تقریر شروع ہوئی۔  
 عرب صاحب نے یہ کہہ کر قرآن میں مُردوں کا معاملہ الگ اور کفار کا الگ آیا ہے، اور  
 مولویوں کے بقول یہ دونوں ایک ہیں۔ آپ کی بی زبانتی، انگریزی، چینی لغات دیکھ سکتے ہیں  
 کہ ہر جگہ قرآن سے مراد وہ جگہ، یہاں مُردہ دفن کیا جاتا ہے اور قرآن مجید بھی اسی پر مشتمل ہے (۳۷)  
 ہے پھر قرآن کے تحریف کو مولوی اور ان کی کتاب اس صریح نکتہ کے انکاری ہو کر خلق خدا کو گمراہ  
 کر رہے ہیں اور "إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" والے راستے سے دور کر رہے ہیں۔ ادراپ

جسم سننے کو کفار اور قبر والے الگ الگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قَدْ يَسْئَلُونَكَ  
 الْآخِرَةَ كَمَا يَسْئَلُونَكَ الْأُولَىٰ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ۔ (الممتحنة : ۱۳)  
 ترجمہ :- تحقیق تم اُن کو پوچھتے ہو جیسے کافر قبر والوں سے اُن کو پوچھتے ہوئے۔ اور اللہ  
 فرمایا: "وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ" (انفطار : ۴) ترجمہ :- جب قبر والوں کو اٹھایا  
 جائے گا۔ اور فرمایا: أَفَلَا يَعْلَمُونَ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ۔ (العاديات : ۹)  
 ترجمہ :- کیا نہیں جانتا وہ وقت جب اُن کو اٹھایا جائے گا جو قبروں میں ہیں۔  
 فرمایا: "وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ"۔ (الحج : ۷)  
 ترجمہ :- اور یہ کہ اللہ قبر والوں کو اُٹھائے گا۔

مولوی حضرات اپنی تفسیروں میں یہاں سب آیات میں مُردے مراد لیتے ہیں لیکن  
 "وَمَا أَنْتَ بِمُسْبِحٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ" میں قبر والوں سے مراد کافر لیتے ہیں حالانکہ "قبر"  
 کا لفظ ان سب آیات میں ایک جیسا ہے پھر ایک جگہ تو مُراد مُردے لئے جلتے ہیں اور دوسری  
 جگہ کافر۔ یہ صاف صاف تحریف اور قرآن پاک سے مقابلہ نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ درحقیقت  
 مسلمانوں کی تباہی کا یہی سبب ہے کہ عجمی مُلّاؤں اور ایرانیوں نے تفسیریں لکھ کر قرآن میں اپنی رائے  
 اور اپنے قیاس کے ذریعہ اختلاف پیدا کیا اور اصل قرآن پر پردہ ڈال کر خلقِ خدا کو بھٹکا دیا۔ (۳۸)  
 صحابہ کرامؓ، سلف صالحین اور عرب کے باشندوں کے پاس بغیر لغات عرب کے کوئی اور تفسیر نہیں  
 تھی صرف کلام الہی، کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محاورہ عرب پر ان کا عمل تھا۔ بعد میں ان  
 مولویوں نے قرآن کی نصوص میں اپنی تفسیروں کے ذریعہ تحریف پیدا کی تاکہ وہ اپنے ناجائز مقاصد حاصل  
 کر سکیں۔ قرآن مجید میں لفظ "اموات" سے مُراد "اصنام" یعنی بت لئے ہیں۔ یہ تحریف کر کے  
 انہوں نے قرآن کے صحیح معنی کو پس پشت ڈال کر اپنے معنی جو کہ اُن کے مقاصد کی تائید کرتے تھے لے  
 لئے۔ حالانکہ "اموات" سے مُراد بت نہیں بلکہ انسان ہیں اور قرآن مجید میں کہیں بھی لفظ "اموات"  
 اصنام یعنی بتوں کے لئے نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ  
 ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ (بقرہ : ۲۸)  
 ترجمہ :- تم مُردہ تھے پھر تم کو زندہ کیا پھر تم کو موت دیگا پھر وہی تمہیں زندگی عطا کرے گا۔  
 پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اور اللہ نے فرمایا ہے کہ: أَلَمْ نَجْعَلِ الْإِنْسَانَ مِنْ أَحْيَاءٍ وَأَمْوَاتًا۔ (موسیٰ)

۲۶-۲۵

ترجمہ :- کیا ہم نے انسان کو زندہ اور مُردوں کو سمیٹنے والی زمین نہیں بنائی ؟

حالانکہ خود اصنام تیز مین کی چیز اور جنس سے ہیں، پھر مکفوت فیہا غیر ہما